کیا سودی رقم میں وراثت جاری ہوگی؟

مجیب: ابو محمد مفتی علی اصغر عطاری مدنی

فتوی نمبر: Nor-13533

تاریخ اجراء: 22 ربیع الاول 1446ھ / 27 ستمبر 2024ء

دار الافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ وراثت میں کچھ معینہ سودی رقم بھی موجود ہے کہ جو مرحوم نے سود کی مد میں وصول کی تھی، کیا اُس سودی رقم میں وراثت جاری ہوگی؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں وہ معینہ سودی رقم ورثاء کے لیے حلال نہیں، اور نہ ہی اُس رقم میں وراثت جاری ہوگی۔

مسئلے کی تفصیل یہ ہے کہ سود کا لین دین سخت ناجائز و حرام ہے، اس کی شدید مذمت قرآن و حدیث میں بیان ہوئی ہے۔ البتہ سودی رقم پر قبضہ کرلینے سے خبیث ملکیت حاصل ہو جاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ سودی رقم مالک ہی کو لوٹانا ضروری نہیں ہوتا، بلکہ کسی بھی طریقے سے، خواہ مالک کو وہ رقم لوٹا کر یا پھر ابتداءً ہی کسی شرعی فقیر مستحقِ زکوۃ پر وہ رقم صدقہ کرکے، اُس حرام رقم سے خلاصی حاصل کرنا شرعاً لازم و ضروری ہوتا ہے۔

یاد رہے کہ مورث (یعنی اصل مالک) کے فوت ہوتے ہی وارث کی ملکیت ثابت ہو جاتی ہے، لہذا صورتِ مسئولہ میں وہ معینہ سودی رقم بھی ورثاء کی ملکیت میں آچکی ہے، لیکن وارث کو اگر معلوم ہو کہ بعینہ یہ رقم مورث نے حرام ذریعے سے حاصل کی تھی، تو اس صورت میں وہ معینہ حرام رقم وارث کے لیے بھی حلال نہیں ہوتی بلکہ اُسے صدقہ کرنے کا حکم ہے، لہذا صورتِ مسئولہ میں ورثاء کو اختیار ہے کہ چاہیں تو وہ سودی رقم مالکوں کو واپس کردیں یا پھر ابتداءً ہی کسی شرعی فقیر مستحقِ زکوۃ پر ثواب کی نیت کے بغیر صدقہ کردیں، بہر صورت اُس حرام رقم سے خُلاصی حاصل ہو جائے گی۔

مورث کے فوت ہوتے ہی مالِ وراثت میں وارث کی ملکیت ثابت ہونے کے متعلق فتاوی رضویہ میں ہے: ”ارث جبری ہے کہ موتِ مورث پر ہر وارث خواہ مخواہ اپنے حصۂ شرعی کا مالک ہوتا ہے مانگے خواہ نہ مانگے، لے یا نہ لے،

دینے کا عرف ہو یا نہ ہو، اگرچہ کتنی ہی مدت ترک کو گزر جائے، کتنے ہی اشتراک در اشتراک کی نوبت آئے، اصلاً کوئی بات میراثِ ثابت کو ساقط نہ کرے گی۔" (فتاوی رضویہ، ج26، ص113، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے سوال ہوا "اگر شخصے معاملہ سود نمودہ اموال کثیرہ فراہم نمایند پس رحلت از دارِ دنیا بدار آخرت اموالیکہ از معاملہ جمع شدہ برائے وارثان وغیرہ جائز و حلال باشد یا نہ؟ (ایک شخص نے سُودی لین دین کر کے بہت سامال اکٹھا کیا پھر انتقال کر گیا تو جمع شدہ مال اس کے وارثوں وغیرہ کے لئے جائز اور حلال ہے یا نہیں؟)" آپ علیہ الرحمہ اس کے جواب میں فرماتے ہیں: "اگر وارثان دانند کہ از فلاں فلاں کس ایں قدر ربا گرفتہ است واجب ست کہ بآنہا واپس دہند اگر ایشاں نماندہ باشند بوارثان ایشاں رسانند۔ اگر وارثان ہم نیابند یا از سر فلاں فلاں راندانستہ باشند **مگر عین اموال ربا معلوم و معین است آں اموال را بر فقراء تصدّق کنند** واگر ہیچ در علم ایشاں نیست جز اینکہ ربامی گرفت ترکہ مراینہا را حلال است فی ردالمحتار الحاصل انہ ان علم ارباب الاموال۔۔۔الخ (اگر ورثاء جانتے ہیں کہ اس قدر مال فلاں فلاں سے بطور سود لیا تھا تو ضروری ہے کہ ان کے مالکوں کو واپس کر دیں لیکن اگر وہ مالکان وفات پا چکے ہوں تو ان کے ورثاء کو لوٹا دیں۔ اگر ورثاء موجود ہی نہ ہوں یا ان کی تفصیل معلوم نہ ہو سکے اور **سودی رقم معلوم و معین ہو تو اس مال معینہ کو فقراء و مساکین میں تقسیم کر دیں۔** اگر مذکورہ امور میں سے کوئی بات ان کے علم میں نہ ہو تو ایسی صورتحال میں ورثاء کے لئے میت کا ترکہ حلال ہے۔ چنانچہ فتاوی شامی میں ہے خلاصہ یہ ہے کہ۔۔۔۔۔ الخ)۔" (فتاوی رضویہ، ج23، ص550، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

ایک دوسرے مقام پر سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں: "**وارث کو** اگر معلوم ہو کہ اس کے مورث نے فلاں فلاں شخص سے اتنا اتنا حرام لیا تھا تو انہیں پہنچادے اور **اگر سب معلوم ہو کہ بعینہ یہ روپیہ** جو اس صندوق یا اس تھیلی میں ہے **خالص مال حرام ہے تو اسے فقراء پر تصدق کر دے۔**" (فتاوی رضویہ، ج17، ص379، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سودی رقم مالک کو ہی لوٹانا ضروری نہیں۔ جیسا کہ فتاوی رضویہ میں ہے: "جو مال رشوت یا تَغَنّی (یعنی گانے) یا چوری سے حاصل ہوا اس پر فرض ہے کہ جس جس سے لیا ان پر واپس کر دے، وہ نہ رہے ہوں ان کے وُرثہ کو دے، پتا نہ چلے تو فقیروں پر تصدُّق کرے۔ خرید و فروخت کسی کام میں اُس مال کا لگانا حرام قطعی ہے بِغیر صورتِ مذکورہ کے کوئی طریقہ اس کے وَبال سے سُبکدَوشی کا نہیں **یہی حکم سُود و غیرہ عُقُودِ فاسِدہ کا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ یہاں**

جس سے لیا بِالخصوص انہیں واپس کرنا فرض نہیں بلکہ اسے اختیار ہے کہ (جس سے لیا ہے) اسے واپس دے خواہ ابتِداءً تصدُّق (یعنی خیرات) کردے۔ وذلک لان الحرمۃ فی الرشوۃ وامثالھا لعدم الملک اصلا فھو عندہ کالمغصوب فیجب الرد علی المالک او ورثتہ ما امکن **اما فی الربوا واشباھہ فلفساد الملک وخبثہ واذا قد ملکہ بالقبض ملکا خبیثا لم یبق مملوک الماخوذ منہ لاستحالۃ اجتماع ملکین علی شیئ واحد فلم یجب الرد وانما وجب الانخلاع عنہ اما بالرد واما بالتصدق کما ھو سبیل سائر الاملاک الخبیثۃ۔**" (فتاوی رضویہ، ج23، ص552-551، رضا فاؤنڈیشن، لاہور، ملخصاً)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)

دارالافتاء اہلسنت
DARUL IFTA AHLESUNNAT

www.daruliftaahlesunnat.net | daruliftaahlesunnat | DaruliftaAhlesunnat

Dar-ul-ifta AhleSunnat | feedback@daruliftaahlesunnat.net